فہم القرآن

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم
ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۃ البقرۃ (مسلسل)

آیت ۲۱۷

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ
اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ
دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ
فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۱۷)﴾

ص د د

صَدَّ (ن ـ ض) صَدًّا اور صُدُوْدًا : (۱) کسی چیز سے رُک جانا (لازم)۔ (۲) کسی کو کسی چیز سے روک دینا (متعدی)۔ ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ﴾ (النساء:۵۵) ''تو ان میں وہ بھی ہیں جو ایمان لائے اس پر اور ان میں وہ بھی ہیں جو رُک گئے اس سے۔'' ﴿اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى ......﴾ (سبا:۳۲) ''کیا ہم نے روکا تم کو ہدایت سے......؟''

صَدِیْدٌ (فَعِیْلٌ کا وزن) :خون ملا ہوا مواد' پیپ (کیونکہ یہ کھال اور گوشت کے درمیان رُکاوٹ ہوتی ہے)﴿وَیُسْقٰی مِنْ مَّاءٍ صَدِیْدٍ﴾ (ابرٰھیم) ''اور وہ پلایا جائے گا پیپ والے پانی میں سے۔''

ز ی ل

زَالَ (ف) زَیْلًا : کسی چیز کا اپنی جگہ سے ہٹنا' زائل ہونا۔

مَا زَالَ اور لَا یَزَالُ افعال ناقصہ میں سے ہیں۔

زَیَّلَ (تفعیل) تَزْیِیْلًا : الگ الگ کرنا' جدا جدا کرنا۔﴿ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا مَکَانَکُمْ اَنْتُمْ وَشُرَکَآؤُکُمْ فَزَیَّلْنَا بَیْنَھُمْ﴾ (یونس:۲۸) ''پھر ہم کہیں گے اُن سے جنہوں نے شرک کیا کہ رہو اپنی جگہ' تم بھی اور تمہارے شرکاء بھی' پس ہم الگ الگ کریں گے ان کو ایک دوسرے سے۔''

تَزَیَّلَ (تفعّل) تَزَیُّلًا : الگ الگ ہونا۔﴿لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا﴾ (الفتح) ''اگر وہ لوگ الگ الگ ہوتے تو ہم ضرور عذاب دیتے ان کو دردناک عذاب جنہوں نے کفر کیا ان میں سے۔''

ح ب ط

حَبِطَ (س) حَبْطًا : کسی چیز کا اکارت ہونا' بے کار ہونا۔﴿وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ﴾ (المائدۃ:۵) ''اور جو انکار کرتا ہے ایمان کا تو اکارت گیا اس کا عمل۔''

اَحْبَطَ (افعال) اِحْبَاطًا : کسی چیز کو اکارت کر دینا۔﴿ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَرِھُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَھُمْ﴾ (محمد) ''یہ اس لیے کہ انہوں نے ناپسند کیا اس کو جو اللہ نے اُتارا تو اُس نے اکارت کر دیا ان کے اعمال کو۔''

ترکیب : ''اَلشَّھْرِ'' پر لامِ جنس ہے اور ''اَلْحَرَامِ'' اس کی صفت ہونے کی وجہ سے معرّف باللّام ہے۔ اس مرکب توصیفی کا بدل ہونے کی وجہ سے ''قِتَالٍ'' مجرور ہے۔ ''فِیْہِ'' میں ''ہٗ'' کی ضمیر ''اَلشَّھْرِ الْحَرَامِ'' کے لیے ہے اور لفظی رعایت کے تحت ضمیر واحد آئی ہے' لیکن لامِ جنس کی وجہ سے دونوں جگہ ترجمہ جمع میں ہوگا۔ ''قُلْ'' کے بعد قاعدہ کلیہ کا بیان ہے اس لیے ''قِتَالٌ'' مبتدأ نکرہ آیا ہے اور ''کَبِیْرٌ'' اس کی خبر ہے' اور یہ بذاتِ خود صفت ہے جبکہ اس کا موصوف ''اِثْمٌ'' محذوف ہے۔ ''وَصَدٌّ'' سے ''اَھْلِہٖ مِنْہُ'' تک پورا فقرہ مبتدأ ہے۔ اس میں ''بِہٖ'' کی ''ہٗ'' کی ضمیر ''سَبِیْلِ اللّٰہِ'' کے لیے ہے۔ ''سَبِیْلٌ'' مذکر

اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اس لیے مذکر ضمیر بھی جائز ہے۔ ''وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ'' کی جر بتا رہی ہے کہ یہ ''صَدٌّ عَنْ'' پر عطف ہے۔ ''اَهْلِهٖ'' اور ''مِنْهُ'' کی ضمیریں ''اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ'' کے لیے ہیں۔ ''اَكْبَرُ'' اس پورے فقرے کی خبر ہے اور اس کی تمیز ''اِثْمًا'' محذوف ہے۔ ''وَالْفِتْنَةُ'' پر لامِ جنس ہے۔

''لَا يَزَالُوْنَ'' سے ''عَنْ دِيْنِكُمْ'' تک جوابِ شرط ہے اور ''اِنِ اسْتَطَاعُوْا'' اس کی شرط ہے۔ ''مَنْ'' شرطیہ ہے۔ ''يَرْتَدِدْ'' سے ''كَافِرٌ'' تک شرط ہے جبکہ ''فَاُولٰٓئِكَ'' سے ''وَالْاٰخِرَةِ'' تک جوابِ شرط ہے۔ شرط ہونے کی وجہ سے ''يَرْتَدِدْ'' اور ''يَمُتْ'' مجزوم ہیں۔ ''اَعْمَالٌ'' غیر عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے فعل ''حَبِطَتْ'' واحد مؤنث آیا ہے۔ ''اَلدُّنْيَا'' اور ''اَلْاٰخِرَةِ'' دونوں صفت ہیں اور ان دونوں کا موصوف ''اَلْحَيٰوةِ'' محذوف ہے۔

ترجمہ:

يَسْئَلُوْنَكَ : وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے

عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ: محترم مہینوں کے بارے میں

قِتَالٍ فِيْهِ: (یعنی) ان میں جنگ کرنے کے بارے میں

قُلْ : آپؐ کہہ دیجیے

قِتَالٌ : جنگ کرنا

فِيْهِ : ان میں

كَبِيْرٌ: بڑا (گناہ) ہے

وَصَدٌّ : اور روکنا

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : اللہ کے راستے سے

وَكُفْرٌ: اور انکار کرنا

بِهٖ : اس کا

وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ : اور مسجد حرام (سے روکنا)

وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ : اور اس کے لوگوں کو نکالنا

مِنْهُ : اس سے

اَكْبَرُ : زیادہ بڑا (گناہ) ہے

عِنْدَ اللّٰهِ : اللہ کے نزدیک

وَالْفِتْنَةُ : اور ہر تشدد

اَكْبَرُ : زیادہ بڑا (گناہ) ہے

مِنَ الْقَتْلِ : قتل سے

وَلَا يَزَالُوْنَ : اور ہمیشہ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ : وہ لوگ جنگ کریں گے تم لوگوں سے

حَتّٰى : یہاں تک کہ

يَرُدُّوْكُمْ : وہ پھیر دیں تم کو
عَنْ دِيْنِكُمْ : تمہارے دین سے
اِنِ اسْتَطَاعُوْا : اگر ان کے بس میں ہو
وَمَنْ : اور جو
يَّرْتَدِدْ : واپس پھرا
مِنْكُمْ : تم میں سے
عَنْ دِيْنِهٖ : اپنے دین سے
فَيَمُتْ : پھر وہ مرا
وَهُوَ : اس حال میں کہ وہ
كَافِرٌ : کافر ہے
فَاُولٰٓئِكَ : تو یہ وہ لوگ ہیں
حَبِطَتْ : اکارت ہوئے
اَعْمَالُهُمْ : جن کے اعمال
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ : دنیا اور آخرت میں
وَاُولٰٓئِكَ : اور وہ لوگ
اَصْحٰبُ النَّارِ : آگ والے ہیں
هُمْ : وہ لوگ
فِيْهَا : اس میں
خٰلِدُوْنَ : ہمیشہ رہنے والے ہیں

نوٹ (۱) : البقرۃ کی آیت ۱۹۱ کے نوٹ (۳) میں بیان کیا گیا تھا کہ وہاں پر لفظ ''اَلْفِتْنَةُ'' تشدد کے معنی میں آیا ہے۔ اب نوٹ کرلیں کہ آیت زیر مطالعہ اس بات کی سند ہے' کیونکہ یہاں جبر و تشدد کی مثالیں دینے کے بعد وہی بات کہی گئی ہے کہ تشدد خواہ کسی بھی شکل میں ہو' وہ بہرحال قتل سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

نوٹ (۲) : اِرْتِدَادٌ کا اصل مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوا اور پھر اسلام چھوڑ کر اپنے پہلے مذہب میں واپس چلا گیا۔ ابتداءِ اسلام میں یہ لفظ اسی مفہوم میں استعمال ہوتا تھا اور ''مُرتد'' ایسے شخص کو کہتے تھے جو اسلام چھوڑ کر اپنے پرانے مذہب میں واپس چلا جاتا۔ لیکن اصطلاحاً اب یہ ایسے لوگوں کے لیے بھی استعمال ہونے لگا ہے جو اسلام میں تھے اور پھر انہوں نے کوئی دوسرا مذہب قبول کرلیا۔

آیت ۲۱۸

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

ه ج ر

هَجَرَ (ن) هَجْرًا : (۱) قطع تعلق کرنا' چھوڑنا۔ (۲) نیند یا بیماری میں بڑبڑانا' بلاسوچے سمجھے بکواس کرنا۔ ﴿بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ﴾ (المؤمنون) ''رات کی مجلس میں تم

لوگ بکواس کرتے ہو۔''

اُهْجُرْ (فعل امر): تو قطع تعلق کر' تو چھوڑ۔ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴾ (المدّثر) ''اور گندگی کو آپ چھوڑیں۔''

مَهْجُوْرٌ (اسم المفعول) : قطع تعلق کیا ہوا' چھوڑا ہوا۔ ﴿يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴾ (الفرقان) ''اے میرے ربّ! بیشک میری قوم نے بنایا اس قرآن کو قطع تعلق کیا ہوا۔''

هَاجَرَ (مفاعلہ) هِجْرَةً : (اس کا مصدر ''هِجَارًا'' نہیں آتا۔ ''مُهَاجَرَةً'' جائز ہے' لیکن زیادہ تر خلافِ معمول ''هِجْرَةً'' استعمال ہوتا ہے)۔ ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو اپنانا' ہجرت کرنا۔ ﴿يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ﴾ (الحشر:۹) ''وہ لوگ محبت کرتے ہیں اُس سے جس نے ہجرت کی ان کی طرف۔''

مُهَاجِرٌ (اسم الفاعل) : ہجرت کرنے والا۔ ﴿اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ﴾ (العنکبوت:۲۶) ''بیشک میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے ربّ کی طرف۔''

<u>ر ج و</u>

رَجَا (ن) رَجْوًا : کسی سے اُمید باندھنا' اُمید کرنا۔ ﴿وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ﴾ (النساء:۱۰۴) ''اور تم لوگ اُمید رکھتے ہو اللہ سے اس کی جس کی وہ لوگ اُمید نہیں رکھتے۔''

اُرْجُ (فعل امر) : تو اُمید رکھ۔ ﴿يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ (العنکبوت:۳۶) ''اے میری قوم! تم لوگ بندگی کرو اللہ کی اور اُمید رکھو آخرت کی۔''

مَرْجُوٌّ (اسم المفعول) : اُمید کیا ہوا (جس سے اُمیدیں وابستہ ہوں)۔ ﴿قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا﴾ (ھود:۶۲) ''انہوں نے کہا اے صالح (علیہ السلام)! تو رہا ہے ہم میں اُمید کیا ہوا اس سے پہلے۔''

رَجَاءٌ ج اَرْجَاءٌ : کسی چیز کا کنارہ۔ ﴿وَالْمَلَكُ عَلٰى اَرْجَآئِهَا﴾ (الحاقة:۱۷) ''اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے۔''

اَرْجٰى (افعال) اِرْجَاءً : کسی کو اُمید دلانا' ٹال دینا' مؤخر کرنا۔ ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ﴾ (الاحزاب:۵۱) ''آپؐ پیچھے کریں اس کو جس کو آپؐ چاہیں ان میں سے۔''

اَرْجِ (فعل امر) : تو ٹال' مؤخر کر۔ ﴿قَالُوْا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ

حٰشِرِیْنَ ﴿۱۱۱﴾﴾ (الاعراف) ''انہوں نے کہا تو ٹال دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور تو بھیج شہروں میں جمع کرنے والوں کو۔''

ترکیب : ''اَلَّذِیْنَ'' سے ''سَبِیْلِ اللّٰہِ'' تک ''اِنَّ'' کا اسم ہے جبکہ ''اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ'' اس کی خبر ہے۔ جمع مؤنث سالم کے علاوہ جس لفظ کے لام کلمہ پر ''تا'' آتی ہے اسے تائے مبسوط سے لکھتے ہیں۔ جیسے ''وَقْتٌ'' کو ''وَقۃٌ'' لکھنا غلط ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ تر تائے مربوط استعمال ہوتی ہے۔ ''رَحْمَۃٌ'' بھی تائے مربوط سے ہی لکھا جاتا ہے جبکہ ''رَحْمَتٌ'' قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ : بیشک	اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا : جو لوگ ایمان لائے
وَالَّذِیْنَ : اور جن لوگوں نے	ھَاجَرُوْا : ہجرت کی
وَجٰھَدُوْا : اور جہاد کیا	فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ : اللہ کی راہ میں
اُولٰٓئِکَ : وہ لوگ	یَرْجُوْنَ : اُمید رکھتے ہیں
رَحْمَتَ اللّٰہِ : اللہ کی رحمت کی	وَاللّٰہُ : اور اللہ
غَفُوْرٌ : بے انتہا بخشنے والا ہے	رَّحِیْمٌ : ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

آیت ۲۱۹

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ؕ ﴾

خ م ر

خَمَرَ (ن) خَمْرًا : کسی چیز کو ڈھانپنا' چھپانا۔

خَمْرٌ (اسم ذات بھی ہے) : شراب (کیونکہ یہ عقل کو ڈھانپ دیتی ہے)۔ آیت زیر مطالعہ۔

خِمَارٌ ج خُمُرٌ (اسم ذات) : دوپٹہ' اوڑھنی۔ ﴿وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ ۠﴾ (النور:۳۱) ''اور خواتین کو چاہیے کہ وہ لپیٹیں اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر۔''

ف ک ر

فَكَرَ (ض) فِكْرًا : معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے لیے چھان بین کرنا' سوچ بچار کرنا۔
فَكَّرَ (تفعیل) تَفْكِيْرًا : تسلسل سے سوچ وچار کرتے رہنا' کثرت سے سوچ بچار کرنا۔﴿اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴾ (المدّثر) ''بیشک اس نے بہت سوچ بچار کیا اور طے کیا۔''
تَفَكَّرَ (تفعّل) تَفَكُّرًا : بتکلف سوچ بچار کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب : ''اِثْمٌ كَبِيْرٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے۔ اس کی خبر ''وَاجِبٌ'' محذوف ہے اور قائم مقام خبر ''فِيْهِمَا'' مقدم ہے اور اس کی ضمیر ''اَلْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ'' کے لیے ہے۔ ''مَنَافِعُ'' بھی مبتدأ نکرہ ہے۔ اس کی خبر ''مَوْجُوْدَةٌ'' محذوف ہے اور ''لِلنَّاسِ'' قائم مقام خبر ہے۔ ''اَلْعَفْوَ'' کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے ''اَنْفِقُوْا'' محذوف ہے۔

ترجمہ:

يَسْئَلُوْنَكَ : وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ : جوئے اور شراب کے بارے میں
قُلْ : آپؐ کہہ دیجیے	فِيْهِمَآ : ان دونوں میں
اِثْمٌ كَبِيْرٌ : ایک بڑا گناہ ہے	وَّمَنَافِعُ : اور کچھ فائدہ اٹھانے کی چیزیں ہیں
لِلنَّاسِ : لوگوں کے لیے	وَاِثْمُهُمَآ : اور ان دونوں کا گناہ
اَكْبَرُ : زیادہ بڑا ہے	مِنْ نَّفْعِهِمَا : ان دونوں کے فائدے سے
وَيَسْئَلُوْنَكَ : اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	مَاذَا : کیا کچھ
يُنْفِقُوْنَ : وہ لوگ خرچ کریں	قُلِ : آپؐ کہہ دیجیے
الْعَفْوَ : (خرچ کرو) اضافی کو	كَذٰلِكَ : اس طرح
وَيُبَيِّنُ : واضح کرتا ہے	اللّٰهُ : اللہ
لَكُمُ : تمہارے لیے	الْاٰيٰتِ : نشانیوں (یعنی ہدایات) کو
لَعَلَّكُمْ : شاید کہ تم لوگ	تَتَفَكَّرُوْنَ : سوچ بچار کرو
فِي الدُّنْيَا : دُنیا میں	وَالْاٰخِرَةِ : اور آخرت میں

نوٹ (۱) : زیر مطالعہ سورت کی آیت ۱۸۴ کے نوٹ (۱) میں بیان کیا جا چکا ہے کہ

اسلام کے کچھ احکام بتدریج نافذ کیے گئے تھے۔ چنانچہ آیت زیرِ مطالعہ میں بھی شراب اور جوئے کے متعلق پہلا عبوری حکم آیا ہے اور اس میں اس اصول کی طرف راہنمائی کی گئی ہے کہ اگر کسی چیز کے نقصانات اس کے فوائد سے زیادہ ہوں تو اس کو چھوڑ دینے میں ہمارا اپنا بھلا ہے۔

شراب کے متعلق دوسرا عبوری حکم سورۃ النساء کی آیت ۴۳ میں آیا جب نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا۔ اس کے بعد سورۃ المائدۃ کی آیت ۹۰ میں شراب' جوا اور کچھ مزید چیزوں کو حتمی طور پر حرام قرار دے دیا گیا۔

نوٹ (۲) : آیت ۲۱۵ اور آیت زیرِ مطالعہ میں انفاق کے متعلق سوال اور اس کے جواب کی وضاحت ''معارف القرآن'' میں تفصیل سے کی گئی ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) پہلے سوال میں پوچھا گیا تھا کہ کتنا خرچ کریں اور کہاں خرچ کریں؟ اس کے جواب میں بتایا گیا کہ ہمارے انفاق کے مستحق کون لوگ ہیں۔ اور کتنا خرچ کریں؟ کے ضمن میں اصول بتا دیا کہ مالی انفاق ہو یا کوئی اور بھلائی ہو' جو بھی نیکی ہم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے' یعنی اس کا ثواب ہم کو مل جائے گا۔ دوسرے سوال میں صرف یہ پوچھا گیا تھا کہ کتنا خرچ کریں؟ تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جو ضرورت سے زائد ہو وہ خرچ کرو۔

(۲) ان دونوں سوالات کا تعلق نفلی انفاق سے ہے۔ کیونکہ فرض انفاق یعنی زکوٰۃ کے نصاب' اس کی مقدار اور اس کے مستحقین کے متعلق صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ابہام نہیں تھا۔ (چونکہ نفلی عبادات میں مقدار کا تعین نہیں ہوتا اس لیے ان سوالات کے جواب میں بھی مقدار کا تعین نہیں کیا گیا۔ مرتب)

(۳) نفلی انفاق کے مستحقین میں سرفہرست والدین اور رشتہ دار ہیں۔ اگر ثواب کی نیت سے ان کو تحفہ دیا جائے یا کھلایا جائے تو یہ انفاق فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔

(۴) اپنے زیرِ کفالت اہل و عیال کو تنگی میں ڈال کر انفاق کرنا ثواب نہیں ہے۔

(۵) جو کچھ ضرورت سے زائد ہو وہ سارے کا سارا اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا ضروری یا واجب نہیں ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے یہ بات ثابت ہے۔

نوٹ (۳) : اس مطالعہ کا نچوڑ اپنی سمجھ میں تو بس اتنا سا آیا ہے کہ جب ایک مرتبہ ہم کو بتا دیا گیا کہ ہم جو بھی نیکی کریں گے اس کا ثواب ہمیں ملے گا' تو اب ہر شخص کو خود فیصلہ

کرنا چاہیے کہ اسے کتنے ثواب کی ضرورت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے پوچھنے والی کون سی بات ہے؟ اور جس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا وہ سوال علماء کرام سے پوچھنے کا کیا تک ہے؟

آیت ۲۲۰

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾

خ ل ط

خَلَطَ (ض) خَلْطاً : مختلف چیزوں کے اجزاء کو باہم ملا دینا۔ ﴿خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ﴾ (التوبۃ:۱۰۲) ''ان لوگوں نے ملایا نیک عمل کو اور دوسرے بُرے کو (یعنی برے عمل کو)۔''

خَلِيْطٌ ج خُلَطَاءُ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : حصہ دار، شریک۔ ﴿وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ (صٓ:۲۴) ''اور بیشک شرکاء میں سے اکثر زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر۔''

خَالَطَ (مفاعلہ) مُخَالَطَةً اور خِلَاطًا : کسی کے ساتھ میل جول رکھنا، رَل مِل کر رہنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

اِخْتَلَطَ (افتعال) اِخْتِلَاطًا : مختلف چیزوں کا ایک دوسرے سے مل جانا، گتھ جانا۔ ﴿فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ﴾ (یونس:۲۴) ''تو گتھ گیا اس سے زمین کا سبزہ۔''

ع ن ت

عَنِتَ (س) عَنَتًا : مشکل میں پڑنا۔ ﴿وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ﴾ (آل عمران:۱۱۸) ''وہ لوگ آرزو کرتے ہیں اس کی جس سے تم لوگ مشکل میں پڑو۔''

اَعْنَتَ (افعال) اِعْنَاتًا : کسی کو مشکل میں ڈالنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب : ''اِصْلَاحٌ لَّهُمْ'' مبتدأ ہے اور ''خَيْرٌ'' اس کی خبر ہے۔ ''اِنْ'' شرطیہ ہے۔ ''تُخَالِطُوْهُمْ'' شرط ہے۔ ''فَاِخْوَانُكُمْ'' جوابِ شرط ہے اور یہ خبر ہے۔ اس کا مبتدأ ''هُمْ'' محذوف ہے۔ ''اَلْمُفْسِدَ'' اور ''اَلْمُصْلِحِ'' پر لامِ جنس ہے۔ ''لَوْ'' شرطیہ ہے۔

''شَآءَ اللّٰہُ'' شرط اور ''لَاَعْنَتَكُمْ'' جوابِ شرط ہے۔

ترجمہ:

وَيَسْئَلُوْنَكَ : اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	عَنِ الْيَتٰمٰى : یتیموں کے بارے میں
قُلْ : آپؐ کہہ دیجیے	اِصْلَاحٌ : سنوارنا
لَّهُمْ : ان کے لیے	خَيْرٌ : ایک بھلائی ہے
وَاِنْ : اور اگر	تُخَالِطُوْهُمْ : تم لوگ رَل مِل کر رہو ان کے ساتھ
فَاِخْوَانُكُمْ : تو وہ تمہارے بھائی ہیں	وَاللّٰهُ : اور اللہ
يَعْلَمُ : جانتا ہے	الْمُفْسِدَ : فسادی لوگوں کو
مِنَ الْمُصْلِحِ : سنوارنے والوں میں سے	وَلَوْ : اور اگر
شَآءَ : چاہتا	اللّٰهُ : اللہ
لَاَعْنَتَكُمْ : تو وہ مشکل میں ڈالتا تم لوگوں کو	اِنَّ اللّٰهَ : یقیناً اللہ
عَزِيْزٌ : بالادست ہے	حَكِيْمٌ : حکمت والا ہے

نوٹ (۱) : زیر مطالعہ سورۃ کی آیت ۱۸۴ کے نوٹ (۱) میں بتایا گیا تھا کہ اسلام کے کچھ احکام بتدریج نافذ کیے گئے تھے۔ اب نوٹ کرلیں کہ کچھ احکام میں صورت حال اس کے برعکس بھی تھی۔ یعنی پہلے سخت حکم آیا اور پھر بعد میں اس میں نرمی کی گئی۔ آیت زیر مطالعہ اس قسم کے احکام کی ایک مثال ہے۔

پہلے سورۃ الانعام کی آیت ۱۵۲ میں حکم آیا تھا کہ یتیم کے مال کے قریب بھی مت جاؤ سوائے اس طریقے کے جو بہترین ہو۔ پھر سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۳۴ میں بالکل انہی الفاظ میں اس حکم کا اعادہ کیا گیا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے زیر کفالت یتیموں کا حساب بالکل الگ کر دیا' یہاں تک کہ ان کے کھانے بھی الگ پکتے تھے اور اس میں سے یتیم کے علاوہ کوئی دوسرا فرد کچھ نہیں کھاتا تھا۔ اس کی وجہ سے کچھ قباحتیں بھی پیدا ہوئیں اور مغائرت اور دوری کا احساس بھی پیدا ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس حکم میں نرمی کی گئی۔

آیت ۲۲۱

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۲۲۱﴾

ن ك ح

نَكَحَ (ض) نَكْحًا : شادی کرنا' کسی سے نکاح کرنا۔ ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ﴾ (البقرة:۲۳۰) ''تو وہ خاتون حلال نہیں ہے اس کے لیے اس کے بعد یہاں تک کہ وہ خاتون نکاح کرے کسی شوہر سے اس کے علاوہ۔''

اِنْكِحْ (فعل امر) : تو نکاح کر۔ ﴿فَانْكِحُوْھُنَّ بِاِذْنِ اَھْلِهِنَّ﴾ (النساء:۲۵) ''پس تم لوگ نکاح کرو اُن خواتین سے ان کے گھر والوں کی اجازت سے۔''

نِكَاحٌ (اسم فعل) : شادی' نکاح۔ ﴿اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ﴾ (البقرة:۲۳۷) ''سوائے اس کے کہ وہ خواتین معاف کر دیں یا وہ بڑھا دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔''

اَنْكَحَ (افعال) اِنْكَاحًا : کسی کو کسی کے نکاح میں دینا۔ ﴿اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ﴾ (القصص:۲۷) ''بیشک میں ارادہ رکھتا ہوں کہ میں نکاح میں دوں تیرے اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کو۔''

اَنْكِحْ (فعل امر) : تو نکاح میں دے۔ ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ (النور:۳۲) ''اور تم لوگ نکاح میں دو اپنوں میں سے بیواؤں کو۔''

اِسْتَنْكَحَ (استفعال) اِسْتِنْكَاحًا : کسی سے نکاح کرنا یا نکاح چاہنا۔ ﴿اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۤ﴾ (الاحزاب:۵۰) ''اگر ارادہ کریں نبی (ﷺ) کہ وہ نکاح کریں اس سے۔''

ء م و

اَمَا (ن) اُمُوَّةً : کسی عورت کا لونڈی بننا' کنیز بننا۔

اَمَۃٌ ج اِمَاءٌ (اسم ذات) : لونڈی کنیز۔ آیت زیر مطالعہ۔ ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ﴾ (النور:۳۲) ''اور تم لوگ نکاح میں دو اپنوں میں سے بیواؤں کو اور اپنے نیک غلاموں کو اور کنیزوں کو۔''

ترکیب : ''لَا تَنْكِحُوا'' باب ضرب سے فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل اس میں ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے۔ ''الْمُشْرِكٰتِ'' اس کا مفعول ہے۔ ''يُؤْمِنَّ'' جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے اس لیے اس پر ''حَتّٰى'' کا اثر ظاہر نہیں ہوا۔ ''اَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ'' مبتدأ نکرہ ہے اور اس پر لام تاکید ہے جبکہ ''خَيْرٌ'' اس کی خبر ہے۔ یہاں مبتدأ مونث ہے جبکہ اس کی خبر مذکر آئی ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ''خَيْرٌ'' اسم التفضیل کے طور پر آیا ہے اور ''مِنْ'' کے ساتھ استعمال ہونے کی صورت میں اسم التفضیل ہر حالت میں واحد اور مذکر ہی رہتا ہے خواہ اس کا موصوف یعنی مبتدأ تثنیہ یا جمع یا مؤنث ہی کیوں نہ ہو۔ ''لَا تُنْكِحُوا'' باب افعال سے فعل نہی ہے۔ اس کے دو مفعول آتے ہیں۔ مفعول اوّل جس کے نکاح میں دیا اور مفعول ثانی جس کو نکاح میں دیا۔ ''الْمُشْرِكِيْنَ'' مفعول اوّل ہے جبکہ مفعول ثانی محذوف ہے۔ ''يُؤْمِنُوْا'' جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور ''حَتّٰى'' کی وجہ سے منصوب ہے' اس لیے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ ''يَدْعُوْا'' دراصل مضارع کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ''يَدْعُوْ'' ہے۔ اس کے آگے ''الف'' کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ ''يُبَيِّنُ'' کا فاعل ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔

ترجمہ:

وَلَا تَنْكِحُوا : اور تم لوگ نکاح مت کرو	الْمُشْرِكٰتِ : مشرک خواتین سے
حَتّٰى : یہاں تک کہ	يُؤْمِنَّ : وہ ایمان لے آئیں
وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ : اور یقیناً کوئی مؤمن کنیز	خَيْرٌ : بہتر ہے
مِّنْ مُّشْرِكَةٍ : کسی مشرک خاتون سے	وَّلَوْ : اور خواہ
اَعْجَبَتْكُمْ : وہ دلکش لگے تم لوگوں کو	وَلَا تُنْكِحُوا : اور تم لوگ نکاح میں مت دو
الْمُشْرِكِيْنَ : مشرکوں کے	حَتّٰى : یہاں تک کہ
يُؤْمِنُوْا : وہ لوگ ایمان لے آئیں	وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ : اور یقیناً ایک مؤمن غلام
خَيْرٌ : بہتر ہے	مِّنْ مُّشْرِكٍ : کسی مشرک سے

وَلَوْ: اور خواہ — اَعْجَبَكُمْ: وہ بھلا لگے تم کو
اُولٰٓئِكَ: وہ لوگ — يَدْعُوْنَ: بلاتے ہیں
اِلَى النَّارِ: آگ کی طرف — وَاللّٰهُ: اور اللہ
يَدْعُوْٓا: بلاتا ہے — اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ: جنت اور مغفرت کی طرف
بِاِذْنِهٖ: اپنی اجازت سے — وَيُبَيِّنُ: اور وہ واضح کرتا ہے
اٰيٰتِهٖ: اپنی نشانیوں کو — لِلنَّاسِ: لوگوں کے لیے
لَعَلَّهُمْ: شاید کہ وہ لوگ — يَتَذَكَّرُوْنَ: یاددہانی حاصل کریں

نوٹ (۱): زیرِ مطالعہ سورۃ کی آیت ۲۱۹ میں شراب اور جوئے سے اجتناب اور زکوٰۃ سے زیادہ خرچ کرنے کی ہدایت دراصل اصلاحِ معاشرہ کا سنگِ بنیاد ہے۔ پھر آیت ۲۲۰ میں یتیموں کے حقوق کا ذکر اسی تصویر کا دوسرا رُخ ہے۔ اور اب آیت زیرِ مطالعہ سے شادی بیاہ کے معاملات کا ذکر شروع ہو رہا ہے جو آیت ۲۴۲ تک جاری رہے گا۔ یہ بھی اصلاحِ معاشرہ کے اُسی سنگِ بنیاد کا تیسرا زاویہ (dimension) ہے۔

جب کوئی معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ ہوتا ہے تو اس میں برائیوں سے بچنا اور نیکیوں پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں مغفرت اور جنت کا حصول بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اور جب کوئی معاشرہ فتنوں اور فساد کا شکار ہو جاتا ہے تو صورتِ حال برعکس ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں دوزخ میں داخلہ آسان ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد کی مقبولِ عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص: 30 روپے اشاعت عام: 15 روپے